مولانا عبدالرشید عراقی

مشاہیر علمائے اہلحدیث کی تدریسی خدمات

امام شاہ ولی اللہ دہلوی تا مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

شیخ الحدیث محدث العصر مولانا حافظ محمد گوندلوی

مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) مولانا سید عبدالجبار غزنوی (۱۳۳۱ھ) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے ساری زندگی درس و تدریس میں صرف کر دی۔ گوندلا، عمر آباد مدراس، جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ برصغیر پاک و ہند میں آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) مولانا علم الدین سوہدروی (م ۱۴۰۳ھ) شیخ الحدیث مولانا عبداللہ بڈھیمالوی (م ۱۴۱۰ھ) مولانا حافظ محمد اسحاق۔ شیخ الحدیث مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور۔ مولانا غلام احمد حریری (م ۱۴۱۰ھ) شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات احمد مدراسی۔ شیخ الجامعہ الاسلامیہ گوجرانوالہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (ش ۱۴۰۸ھ) مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری ایڈیٹر جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز مہتمم جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ، مولانا عبدالرحمان عتیق وزیرآبادی، مولانا محمد اعظم صاحب گوجرانوالہ۔

استاذ الاساتذہ مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری

مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے شاگرد خاص تھے۔ حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور

آپ سے بے حد نسبت فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

میرے درس میں دو عبداللہ آئے ہیں۔ ایک عبداللہ غزنوی
دوسرے عبداللہ غازی پوری[1]

مولوی ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

جن کی ذات پر علم کو فخر اور عمل کو ناز تھا۔ تدریس جن کے دم سے زندہ تھی۔[2]

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:-

مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری نے درس و تدریس کے ذریعہ خدمت کی۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع ان کے سوا کسی اور کو ان کے شاگردوں میں نہیں ملا۔"[3]

فارغ التحصیل ہونے کے بعد محدث غازی پوری نے اپنی زندگی درس و تدریس میں صرف کر دی۔ پہلے غازی پوری کے مدرسہ چشمہ رحمت میں پڑھاتے رہے۔ بعد میں مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۰ھ) کے مدرسہ احمدیہ آرہ میں ۲ سال تک درس حدیث دیا۔ اور مولانا آروی مرحوم (۱۳۲۰ھ) کے انتقال کے بعد دہلی تشریف لے آئے اور دہلی میں ۸ سال تک تفسیر و حدیث کا درس دیا۔ آپ نے ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء / ۲ صفر ۱۳۳۷ھ کو دہلی میں انتقال کیا۔

آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ ذیل میں صرف ان تلامذہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو آپ سے مستفیض ہونے کے بعد مسند تحدیث کے مالک بنے۔ اور تحریر میں جو علمی کارنامے سرانجام دیے ان کا تاریخ میں سنہری حروف سے ذکر کیا جائے گا

مولانا علی نعمت پھلواری (م ۱۳۰۶ھ)۔ مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ)۔ مولانا شاہ عین الحق پھلواری (م ۱۳۳۳ھ) مولانا عبدالمنان بقا غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ) مولانا عبدالرحمان مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ)۔ مولانا ابوبکر شیث جونپوری (م ۱۳۵۶ھ) مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۲ھ) اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل السلفی (م ۱۳۸۷ھ)

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری

مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری (م ۱۳۵۲ھ) حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۱ھ) کے تلمیذ رشید تھے۔ آپ کا سب سے بڑا علمی شاہکار امام ابوعیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ) کی الجامع الترمذی کی عربی شرح بنام تحفۃ الاحوذی چار جلدوں میں مکمل اور اس کے ساتھ ایک علمی اور تحقیقی اور جامع مقدمہ بھی مرتب فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ کا دوسرا علمی شاہکار "تحقیق الکلام فی وجوب قرأۃ خلف الامام" ہے یہ آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے اور آج تک تقلیدیان احناف اس کا جواب نہیں دے سکے۔

مولانا مبارک پوری مرحوم و مغفور نے فراغت کے بعد تعلیمی و تدریسی مشغلہ اختیار کیا اور مبارک پور، گونڈہ، مدرسہ احمدیہ آرہ اور مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیے۔ مولانا مبارک پوری کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) صاحب سیرت البخاری۔

علامہ تقی الدین الہلالی المراکشی سابق استاد ادب ندوۃ العلماء لکھنو، سابق استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (م ۱۴۰۹ھ)

مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ)

مولانا ابوالحسن عبیداللہ رحمانی شارح مرعاۃ المفاتیح فی مشکوٰۃ المصابیح

مولانا امین احسن اصلاحی صاحب تفسیر تدبر قرآن

مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی

مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۸۶ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی (م ۱۲۴۳ھ) کے شاگرد اور مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶ھ) کے ہم درس، اور زیارت حرمین شریفین میں سید احمد بریلوی (ش ۱۲۴۶ھ) اور مولانا شاہ محمد اسمٰعیل شہید (ش ۱۲۴۶ھ) کے ہم سفر اور امام محمد بن

علی شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کے تلمیذ رشید تھے۔

بنارس میں آپ نے توحید و سنت کی آبیاری کی۔ آپ کے تلامذہ میں قاضی محمد عیسیٰ مچھلی شہری (م ۱۳۴۱ھ) اور مولانا سید جلال الدین جعفری ہاشمی بنارسی م ۱۲۷۹ھ اور آپ کے صاحبزادگان عالی مقام مولانا سید سعید الدین احمد جعفری (م ۱۲۹۳ھ)، مولانا سید مجید الدین احمد جعفری (م ۱۲۹۸ھ) مولانا سید حمید الدین احمد جعفری (م ۱۳۰۸ھ) اور مولانا سید شہید الدین احمد جعفری (م ۱۳۳۷ھ) شامل ہیں۔

بنارس میں تدریس

مولانا عبدالحق محدث بنارسی اور مولانا سید جلال الدین احمد جعفری (م ۱۲۹۸ھ) کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادگان توحید و سنت کی اشاعت اور درس و تدریس میں مصروفِ عمل رہے اور ان کے ساتھ مولانا سید عبدالکبیر بہاری (م ۱۳۲۱ھ) بھی اسنادِ حدیث تھے۔ مولانا سید عبدالکبیر بہاری (م ۱۳۳۱ھ) نے حضرت شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) علامہ شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) اور مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) سے مستفیض تھے۔ مولانا سید عبدالکبیر بہاری کے بعد مولانا سید نذیر الدین احمد جعفری (م ۱۳۵۲ھ) جو مولانا سید حمید الدین احمد جعفری (م ۱۳۱۸ھ) کے فرزند تھے تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا سید نذیر الدین احمد مرحوم کے بعد مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۱۸ھ) نے بھی تدریسی خدمات سرانجام دیں۔[1]

مولانا محمد سعید محدث بنارسی رح

مولانا محمد سعید محدث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) کا تعلق کنجاہ کے ایک سکھ گھرانے سے تھا۔ مولانا شیخ عبیداللہ (م ۱۳۱۰ھ) صاحب تحفۃ الہند سے ملاقات ہوئی اور پہلی ہی ملاقات میں اسلام قبول کر لیا۔ اور مول سنگھ کی ماہیت محمد سعید سے منقلب ہو گئی۔ پہلے دیوبند میں تعلیم حاصل کی بعد ازاں حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے تفسیر و

۱؎ تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۴۵ تا ۳۵۲ و ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۳۵، ۱۳۶

حدیث پڑھی۔ مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) کے مدرسہ احمدیہ آرہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ اور اس کے بعد بنارس کو اپنا مسکن بنایا۔ ۱۲۹۷ھ میں بنارس میں مدرسہ سعیدیہ کی بنیاد رکھی اور توحید و سنت کی اشاعت اور ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادگان مولانا محمد ابوالقاسم بنارسی (م ۱۳۶۸ھ) مولانا ابو مسعود خان قمر بنارسی (م ۱۳۹۲ھ) اور بے شمار علمائے کرام شامل ہیں۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد ابوالقاسم بنارسی (م ۱۳۶۸ھ) مدرسہ سعیدیہ کے صدر مدرس مقرر ہوتے۔ مولانا ابوالقاسم بنارسیؒ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا شمس الحق ڈیانوی عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) اور مولانا سید عبدالکبیر بہاری (م ۱۳۳۱ھ) سے مستفیض تھے۔

علمائے سہسوان

مولانا سید امیر حسن سہسوانی
مولانا سید امیر احمد سہسوانی
مولانا محمد بشیر سہسوانی

علمائے سہسوان نے بھی اپنے دور میں توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

مولانا سید امیر حسن سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ) علمائے فحول میں سے تھے۔ آپ نے مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۷۳ھ) مولانا صدر الدین دہلویؒ (م ۱۲۷۹ھ) مولانا شیخ عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۸۶ھ) مولانا شاہ عبدالغنی مجددی (م ۱۲۹۶ھ) اور شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے جملہ علوم اسلامیہ میں تعلیم حاصل کی۔

تکمیل کے بعد سہسوان، دہلی، میرٹھ، اور علی گڑھ میں درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادہ سید امیر احمد سہسوانی (م ۱۳۰۶ھ) نے مولانا سید امیر حسین سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ) کے انتقال کے بعد سہسوان میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ حضرت شیخ الکل مرحوم و مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔

مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) کا شمار ممتاز علمائے کرام میں ہوتا ہے حضرت

شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث کی سند اجازت حاصل کی تھی۔ علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) سے بھی مستفیض ہوئے تھے۔
تکمیل کے بعد کچھ عرصہ سہسوان میں مولانا سید امیر احمد سہسوانی (م ۱۳۰۶ھ) کی رفاقت میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد سینٹ جانسن کالج آگرہ میں عربی و فارسی کے مدرس ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد کالج سے استعفیٰ دے کر حضرت محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خان قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) کی خواہش پر بھوپال تشریف لے گئے اور ۱۲ سال تک بھوپال میں توحید و سنت کی آبیاری کرتے رہے۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے آئے اور دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ کے تلامذہ، مولانا محمد اسماعیل بن معین الدین خطیب انصاری (م ۱۳۳۷ھ) مولانا ابوالبشارہ امیر احمد بن عزیز احمد قریشی مرحوم (م ۱۳۳۹ھ) مولانا احمد اللہ محدث پرتاپ گڑھی (م ۱۳۶۵ھ) اور مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی ۱۳۸۱ھ کے نام ملتے ہیں۔ [1]

مولانا عبدالوہاب صدری دہلوی

مولانا عبدالوہاب دہلوی (م ۱۳۵۱ھ) کا مولد و مسکن ضلع جھنگ کا قصبہ دآسو آستانہ تھا۔ بعد میں آپ کے والد ملتان آکر آباد ہو گئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کا آغاز ملتان سے کیا۔ بعد میں لکھو کے مدرسہ محمدیہ میں داخل ہوئے اور مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۳ھ) سے قرآن پاک حفظ کیا اور صرف و نحو کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد عارف باللہ مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) سے حدیث کی کتاب "بلوغ المرام" اور "ریاض الصالحین" پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے تفسیر و حدیث کی تکمیل کی۔ اور ۲۰ سال کی عمر میں جملہ علوم اسلامیہ میں تکمیل کی۔

۱۳۰۰ھ میں محلہ کشن گنج دہلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۳۲۲ھ

[1] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۱۲۷

میں صدر بازار دہلی میں ایک مدرسہ دار الکتاب والسنۃ کی بنیاد رکھی اور ۲۶ سال تک اس مدرسہ میں درس حدیث دیا۔ ۱۳۵۱ھ میں دہلی میں انتقال کیا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کافی ہے۔ تاہم آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں۔

مولانا محمد جوناگڑھی (م ۱۳۶۰ھ) ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی و مترجم تفسیر ابن کثیر از حافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) و اعلام الموقعین عن رب العالمین از حافظ ابن القیم (م ۷۵۱ھ)

مولانا محمد بن یوسف سورتی (م ۱۳۶۱ھ) صاحب ازہار العرب و مصحح جمہرۃ اللغۃ ابن درید

فاضل جلیل علامہ عبدالعزیز میمن (م ۱۳۹۸ھ) شارح لآمالی از ابو علی القالی)

مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ)

مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی دہلوی

مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی، مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درس و افادہ میں بسر کر دی۔ ۲۰ سال تک مدرسہ علی جان میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس وقت مدرسہ علی جان میں مولانا حافظ محمد عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) بیں شیخ الحدیث تھے اور مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) بھی درس حدیث دے رہے تھے۔

۱۳۲۹ھ میں دہلی کے شیخ عبدالرحمٰن مرحوم اور شیخ عطاء الرحمٰن مرحوم دونوں بھائیوں نے دار الحدیث رحمانیہ قائم کیا تو مولانا احمد اللہ کو دار الحدیث رحمانیہ کا شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔ آپ کے ساتھ دوسرے اساتذہ مولانا ابوالحسن عبید اللہ رحمانی مبارک پوری اور مولانا نذیر احمد دہلوی (م ۱۳۸۵ھ) شامل تھے۔ تلامذہ میں لا یعلم جنود ربک الا ھو۔ [1]

علامہ حسین بن محسن الیمانی انصاری

علامہ حسین بن محسن الیمانی الضاری ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ یمن کے شہر حدیدہ میں پیدا ہوئے۔ آپ امام شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) کے بالواسطہ شاگرد تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد یمن کے قاضی مقرر ہوئے۔ در چار سال بعد استعفیٰ دیکر محی السنۃ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) کی دعوت پر بھوپال

---

[1] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۱۷

تشریف لے آئے اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں۔

"علمائے اہل حدیث کی تدریسی اور تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے قلم اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج، سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارہ میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے [1]

مولانا سید ابوالحسن ندوی رقمطراز ہیں :۔

" شیخ حسین بن محسن کا وجود ان کا درسِ حدیث ایک نعمت خداوندی تھا جس سے ہندوستان اس وقت بلادِ مغرب و یمن کا ہمسر بنا ہوا تھا۔ اور اس نے ان جلیل القدر شیوخ کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ، علوئے سند، اور کتب احادیث و رجال پر عبورِ کامل کی بنا پر خود ایک زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

شیخ حسین بن محسن ہندوستان آئے تو علماء و فضلاء (جن میں سے بہت سے صاحب درس و صاحب تصنیف بھی تھے) نے پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی۔ اور ان سے سند لی۔ تلامذہ میں نواب صدیق حسن خان، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا سلامت اللہ جے راجپوری، نواب وقار نواز جنگ مولوی وحید الزمان حیدر آبادی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں [2]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دوسری جگہ لکھتے ہیں :

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۶

[2] حیات عبدالحی ص ۸۰

"علامہ حسین بن محسن انصاری بھوپالی پہلی دفعہ سکندر بیگم ۱۸۶۳ھ میں آتے لیکن دو سال بعد واپس یمن چلے گئے۔ دوبارہ ۱۸۶۹ء میں شاہجہاں بیگم صاحبہ کے عہد میں تشریف لائے لیکن چار سال قیام کے بعد پھر وطن چلے گئے۔ سنہ ۱۸۷۹ء میں امیر الملک سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) کی دعوت پر تیسری بار تشریف لائے۔ شیخ حسین فن حدیث کے امام اور قدیم محدثین کی زندہ یادگار اور بولتی چالتی تصویر تھے۔ بڑے بڑے اساتذہ فن اور مشاہیر علماء نے جو خود صاحب درس و تصنیف تھے۔ اور ان کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ان کے تلمذ کو اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ شیخ حسین بن محسن کے قیام نے بھوپال کو دار الحدیث اور شیراز و یمن کا ہمسر بنا دیا۔ تقریباً ثلث صدی سے زائد موتی مسجد جو اس چھوٹے سے شہر میں جامع ازہر سے آنکھیں ملاتی تھی۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا سے گونجتی رہی۔ اور نہ صرف بھوپال بلکہ ہندوستان کی فضا کو اس نفحہ عنبریں سے معطر و منور کرتی رہی ۔ ۱۶ جمادی الاخری سنہ ۱۳۲۷ھ کو اس امام حدیث نے دنیا سے رحلت کی [۱]

مولانا سلامت اللہ جے راجپوری

مولانا سلامت اللہ جے راجپوری (م ۱۳۲۲ھ) علمائے اعلام میں سے تھے۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے خاص تلامذہ میں تھے۔ فراغت کے بعد توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں مصروف عمل ہوتے۔

مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م سنہ ۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ :-

"بنارس، جون پور، غازی پور، گونڈہ اور بالخصوص اعظم گڑھ میں ان کی ذات سے توحید و سنت کی بہت اشاعت ہوئی اور سینکڑوں مواضعات سے شرک و بدعت کو ناپید کر دیا۔ مناظرہ میں اپنے عہد کے

---

[۱] پرانے چراغ ج ۱، ص ۲۱۰، ۲۱۱

امام تھے۔ اور وعظ میں بے نظیر۔ اعظم گڑھ سے آج تک اس شان کا
کوئی عالم ربانی نہیں اٹھا۔ اور نہ اعظم گڑھ کے ضلع کے مسلمانوں کے دلوں
میں کسی عالم کا اتنا احترام تھا۔ [1]

ایک زمانہ تک بنارس میں قائم رہا۔ اور تفسیر و حدیث کا درس دیتے رہے۔ بعد میں محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ) کی دعوت پر بھوپال تشریف لے گئے اور نواب صاحب مرحوم و مغفور نے آپ کو بھوپال کے مدارسِ اعلیٰ کا افسرِ اعلیٰ مقرر کیا۔

آپ کے تلامذہ میں مولانا احمد اللہ محدث پرتاب گڑھی (م ۱۳۶۲ھ) شیخ الحدیث دار الحدیث رحمانیہ دہلی اور مولانا حفیظ اللہ پرنسپل دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (م ۱۳۶۲ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں [2]

مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی

مولانا ابو سعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) علمائے اعلام میں سے تھے۔ مولانا حافظ عبدالوہاب نابینا دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) مولانا محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ) علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔

پہلے مدرسہ ریاض العلوم دہلی میں پڑھایا۔ بعد میں حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کی مسندِ علم پر عزت و تمکین سے فائز ہوئے [3] ۱۳۵۱ھ میں مسجد پل بنگش دہلی میں مدرسہ سعیدیہ عربیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کی [4] ۔ حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (م ۱۴۰۸ھ) محشی سنن النسائی آپ کے تلمیذ رشید تھے [5]

---

[1] تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۰۳ [2] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۳۱
[3] ″ ″ ″ ص ۱۹۲ [4] ″ ″ ″ ص ۱۱۶
[5] تفسیر احسن التفاسیر ج ۱ ص ۱۴

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) معتبر مفسر قرآن، مناظر اسلام اور اعلیٰ پایہ کے مصنف اور خطیب تھے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا ابو عبداللہ عبیداللہ غلام حسن سیالکوٹی (م ۱۳۳۶ھ)، استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) اور شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) شامل ہیں تفسیر قرآن میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ سورہ فاتحہ کی تفسیر واضح البیان لکھی جو ۴۸۸ بڑے صفحات پر مشتمل ہے اور آپ کی یہ تفسیر بہترین علمی و تحقیقی نکات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ صرف آیت اِنّی متوفیک رافعک اِلیّ کی تفسیر دو جلدوں میں شہادت القرآن کے نام سے لکھی جو مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی گواہی ہے کہ حضرت مسیح کو مُردہ بتانے والے بھی کذالک یحیی اللہ الموتی ویریکم ایتہ لعلکم تعقلون پکار اٹھے۔ اس کے علاوہ دین حنیف اور جمع تدوین احادیث اور ائمہ دین و محدثین عظام کے حالات پر تاریخ اہلحدیث رقم فرمائی۔

۱۹۱۶ئہ میں دارالحدیث کے نام سے ایک دینی درس گاہ قائم کی جو ۱۹۱۹ئہ تک جاری رہا۔ پھر سن ۱۹۳۲ئہ میں دوبارہ جاری کیا اور چھ ماہ چل کر بند ہوگیا۔

آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں:- [له]

مولانا محمد اسماعیل سلفی (م ۱۳۸۷ھ)، مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی ۱۳۷۹ھ مولانا محمد بن عبدالرحیم منڈی، مولوی عصمت اللہ منڈی، مولوی عبدالصمد مبارکپوری [ٹ]

مولانا حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (م ۱۳۸۴ھ) علمائے فحول میں سے تھے جملہ علوم اسلامیہ یعنی حدیث، تفسیر، فقہ اور

له ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۸۳

ٹ تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱، ص ۸۴۸

تاریخ پران کی گہری نظر تھی۔ مسائل کی تحقیق میں اُن کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) اور مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) سے اکتساب فیض کیا۔ فراغت تعلیم کے بعد امرتسر میں درس و تدریس اور توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں مصروف عمل ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں روپڑ ضلع انبالہ میں سکونت اختیار کی اور ۱۹۳۸ء تک روپڑ میں قیام رہا۔ روپڑ سے حضرت حافظ صاحب مرحوم و مغفور نے ایک ہفت روزہ اخبار تنظیم اہلحدیث جاری کیا۔ یہ اخبار ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۳۳ء جاری ہوا۔ اس اخبار کے ذریعہ آپ نے توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اس اخبار میں حضرت حافظ محدث روپڑی کے جو فتاویٰ شائع ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے ان کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت حافظ عبداللہ روپڑی صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ کی مشہور تصانیف الکتاب المستطاب فی فصل الخطاب (عربی)، اخفاء الشیعہ، درایت تفسیری، اہل سنت کی تعریف اور اہل حدیث کی تعریف بہت مشہور ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی نے تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کے تلامذہ میں جماعت اہلحدیث کے نامور علمائے کرام شامل ہیں مثلاً:

مولانا عبدالمجید محدث کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ) مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی (م ۱۹۶۲ء) مولانا محمد صدیق آف سرگودھا (م ۱۹۸۹ء) مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا حافظ عبدالرحمان مدنی مدیر اعلیٰ سہ ماہی محدث لاہور۔ مولانا حبیب الرحمٰن شاہ راولپنڈی۔ ان کے علاوہ بلاد اسلامیہ میں شیخ محمد عمر بن ناصر نجدی اور شیخ عبداللہ الابیض جامعہ ازہر بھی آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی نے ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ اگست

۱۹۸۸ء ماڈل ٹاؤن لاہور میں انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ (م ۱۴۰۸ھ) کا شمار ممتاز علمائے کرام اہل حدیث میں ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ عالم، محقق اور جملہ علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اسماء الرجال پر بڑی گہری نظر تھی۔ حدیث سے خاصا لگاؤ تھا حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج میں آپ نے ساری عمر بسر کر دی اور حدیث سے شغف اور محبت میں آپ نے امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائیؒ م ۳۰۳ھ) کی سنن نسائی کی ایک بلند پایہ علمی و تحقیقی "شرح التعلیقات السلفیہ" کے نام سے لکھی جس کو اندرون ملک کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک کے علمائے کرام نے پسند کیا ہے۔ اور مولانا مرحوم کے تبحر علمی کا اعتراف کیا ہے۔

مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی اسماء الرجال پر گہری نظر تھی۔ آپ نے اپنے اشاعتی ادارہ المکتبۃ السلفیہ سے فواد یونیورسٹی مصر کے پروفیسر محمد ابوزھرہ (م ۱۳۷۴ھ) کی تین کتابیں "حیات امام ابوحنیفہؒ جس کا ترجمہ مولانا غلام احمد حریری (م ۱۴۱۰ھ) نے کیا تھا۔ حیات احمد بن حنبلؒ جس کا ترجمہ سید رئیس احمد جعفری (م ۱۳۸۸ھ) نے کیا تھا اور حیات امام ابن تیمیہؒ اس کا ترجمہ بھی جعفری مرحوم نے کیا تھا، شائع کیں۔ ان تینوں کتابوں پر تعلیقات مولانا مرحوم نے لکھیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے مولانا مرحوم کے علمی تبحر کا پتہ چلتا ہے۔

مولانا مرحوم کا ایک اور علمی شاہکار مولانا سید احمد حسن دہلوی م ۱۳۳۸ھ) صاحب احسن التفاسیر کی تنقیح الرواۃ کی تخریج ہے۔ تنقیح الرواۃ کی پہلی دو جلدیں شائع ہو چکی تھیں۔ تیسری اور چوتھی مطبع مجتبائی دہلی کی سرد مہری کا شکار ہو گئیں۔ اور شائع نہ ہو سکیں۔ بعد میں مولانا مرحوم کو کرم خوردہ مسودہ دستیاب ہوا جسے مولانا مرحوم نے سالہا سال محنت کر کے قابل اشاعت بنایا اور تیسری جلد آپ نے مکمل کر لی تھی۔ کہ آپ کی حیات مستعار ختم ہو گئی۔ چوتھی جلد آپ کے تلمید حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ایڈٹ کی۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم جہاں ایک بلند پایہ محقق اور عظیم محدث تھے وہاں آپ ایک بہترین مدرس بھی تھے۔

۱۹۵۵ء میں جمعیۃ اہل حدیث کی کانفرنس منعقدہ لائل پور (فیصل آباد) میں ایک عظیم دینی درس گاہ کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ اور جس کا نام جامعہ سلفیہ رکھا گیا۔ اس عظیم دینی درس گاہ کے قیام کے سلسلہ میں سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۲ھ) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ) مولانا محمد حنیف ندوی م (۱۴۰۸ھ) اور مولانا عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) کی سعی وکوشش کا بہت بڑا دخل تھا۔

چنانچہ ۱۹۵۵ء میں لاہور شیش محل روڈ پر جامعہ سلفیہ قائم کر دیا گیا۔ اور اس کے پہلے شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مقرر ہوئے۔ بعد میں یہ مدرسہ جماعت اہل حدیث لائل پور کے اصرار پر حاجی آباد لائلپور منتقل ہو گیا۔ جامعہ سلفیہ میں بطور شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) مولانا حافظ بڈھیمالوی م (۱۴۰۹ھ) اور مولانا محمد صدیق (م ۱۴۰۰ھ) نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے اساتذہ :

مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی (ش ۱۹۴۷ء) مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۳۷۲ھ)
مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی م ۱۳۸۲ھ) مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ)
مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کے تلامذہ

مولانا عطاء اللہ حنیف کے تلامذہ میں جید علماء کرام، دانشور اور محقق شامل ہیں۔
چند مشہور تلامذہ حسب ذیل ہیں۔
شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد اسحاق صدر مدرس دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور
مولانا معین الدین لکھوی ایم این اے سرپرست متحدہ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

- مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری ناظم جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن فیصل آباد
- مولانا محمد اسحاق بھٹی سابق ایڈیٹر الاعتصام و رکن ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور
- مولانا حافظ محمد یحییٰ میر محمدی
- مولانا پروفیسر سید ابو بکر غزنوی (م ۱۹۷۶ء)
- مولانا پروفیسر محمد بن مولانا محمد اسماعیل السلفی
- مولانا سیف الرحمن الفلاح السلفی
- مولانا حافظ عبدالرشید گوہڑوی مدرس دار العلوم تقویۃ الاسلام لاہور
- مولانا حافظ محمد صلاح الدین یوسف ادارہ دعوۃ السلفیہ ایڈیٹر الاعتصام لاہور
- مولانا محی الدین سلفی مرحوم سابق ایڈیٹر الاعتصام لاہور
- مولانا حافظ عبدالرحمن گوہڑوی لاہور۔
- مولانا محمد سلیمان انصاری مدیر انتظامی ہفت روزہ الاعتصام لاہور
- مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادی۔
- مولانا فضل الرحمن ایم اے خطیب مسجد مبارک لاہور و صدر الدعوۃ السلفیہ لاہور

مآخذ:

پرانے چراغ جلد دوم	مولانا ابو الحسن علی ندوی
تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول	مولانا ابو یحییٰ خاں نوشہروی م ۱۳۸۶ھ
تفسیر احسن التفاسیر جلد اول	مولانا سید احمد حسن دہلوی م ۱۳۳۸ھ
حیات عبدالحی	مولانا ابو الحسن علی ندوی
مقالات سلیمان جلد دوم	علامہ سید سلیمان ندوی م ۱۳۷۶ھ
نزہۃ الخواطر جلد ہفتم و ہشتم	مولانا سید عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ)
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ)